رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸۔ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶

بدر

ایڈیٹر قاضی محمد اسلم

قیمت فی پرچہ ۱½ پیسہ

انڈیا سے باہر پانچ روپیہ (صہ)

جلد ۱۳ قادیان مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء مطابق ۶ جمادی الاوّل ۱۳۴۴ھ نمبر ۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل کا لوگو نمیں ہم اظہار کرتے ہیں

میں اس قدوس لم یلد ولم یولد اللہ الصمد کا ہر بن مو سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے "فتنہ مرتیان" کے اصل واقعات ظاہر کرنیکی توفیق عطا فرمائی۔ اور اپنے روح القدس کی تائید سے اس فتنہ کی حقیقت کو کھول کر مثلاشیان حقیقت وطالبان صداقت کیلئے "مشین سیویاں نمبر ۱" میں شائع کر دیا جس سے سعید روحوں اور متقی لوگوں نے پورا فائدہ حاصل کیا۔ اور دلوں کو مطمئن پایا۔ اور خاکسار ایڈیٹر فاروق کو بڑی بڑی دعائیں دیں اور مبارکباد کے خطوط بھیجے۔ جو محض خدا کے خاص فضل کی علامت ہے۔ لیکن میں اس انتظار میں تھا۔ کہ مستری اور ان کے مشنری پیغامی یا نقاشی اسپر کچھ لکھیں۔ تو اگر کوئی کسر رہگئی ہو۔ تو اسکو پورا کر کے الباطل کا سر کچل دوں بارے الحمد للہ وہ سب کے سب "فاروق" کو پڑھ کر ایسے سو گئے گویا سانپ ہی سونگھ گیا۔ اور پورے مصداق اس مثل کے ہو گئے۔ ؎

"چنیں خفتند کہ گوئی مردند"

مستری جگہ جگہ فریاد لیگئے مگر کوئی فریادرس نہ ملا۔ "از میں سو راندہ واز آں سو ماندہ" ہو کر ایک "کھلی چٹھی" نمبر ۲ کے نام سے فاروق خاص نمبر کے جواب میں مستریوں نے شائع کر کے اپنی اور اپنے ابھارنے والوں اور حمائتیوں کی بیکسی اور عجز از جواب کی تصدیق کر دی۔

الحمد للہ کہ فاروق کا بول بالا اور الباطل کا منہ کالا ہو گیا اور منکرین وفاسقین ومرتدین میں سے کسی بھی دشمن کو جائے دم زدن نہیں رہی۔ یہ چٹھی نمبر ۲ مستریوں کی زبون حالت پر شاہد ناطق ہے۔ جسپر میں انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کچھ لکھوں گا۔ اب ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ فاروق کا وہ مضمون تمام وکمال کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ اور کثرت سے لوگوں میں تعمیم ہو جسکے لئے احباب کو جلد از جلد اطلاع بھیجنی چاہیئے کہ وہ کسقدر تعداد خریدیں گے تاکہ اس کے مطابق طبع کرائی جاوے۔ قیمت فی نسخہ ۴ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔ اخیر اکتوبر تک تعداد خریداری کی اطلاع دفتر فاروق میں پہنچ جانی چاہیئے

کرم آبادی نقاش

وہ مسٹر ظفر علی خاں معروف بہ "نقاش" جو اپنی بد اعمالیوں کی بدولت انواع واقسام کی سزائیں بارہا بھگت چکا ہے جس نے ابھی تک اپنے جرائم کا خمیازہ بقول خود پوری طرح سے نہیں کھینچا۔ وہ اپنی قدیمی اعتقاد سادہ لوحی سے "انقلاب" کے حق میں، ۳ ستمبر کے زمیندار میں پانچ شعر لکھتا ہے۔ جنمیں "انقلاب" کے ایڈیٹروں کو کوستا ہوا دو شعر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بھی لکھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتا ہے۔ ان شعروں کا جواب اسی قافیہ وزن میں سید محترم بزرگ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل نے قلم برداشتہ رقم فرما کر ارسال کیا ہے جنکو اگلے صفحہ پر آپ ملاحظہ کرینگے نقاش کے دو شعر جن کا جواب دیا گیا ہے یہ ہیں۔

"دیدۂ بینا رہ بر سر زمین قادیاں
آنکہ بنیادش زخشت اولین باطل است"

"باش تا بینی کہ خاکش در جہاں برباد رفت
قادیاں دنیائے سفلی ہست و خاکش سافل است"

ایک گم شدہ کی تلاش

منشی محمد سلطان کاتب فاروق اپنے گھر والوں سے ناراض ہو کر بغیر اطلاع کہیں چلا گیا ہے۔ اس کے بال بچے نہایت تکلیف میں ہیں اسلئے ناظرین فاروق میں سے اگر کسی کو پتہ لگے تو وہ اطلاع دیں اور اسکو سمجھا کر گھر واپس کریں۔ یا اسکو کہیں کہ وہ اپنے بال بچوں کو بھی بلالے۔ غالباً لاہور میں کسی جگہ کاپی نویسی کرتا ہوگا۔

میخورد یاجوج غم دجّال را خردر گل است

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکر للہ مقصدِ دارین ما را حاصل است
ابن مریم از فلک در مجمعِ ما نازل است

ہان نوید اے جان سحابِ رحمتِ حق شد مطیر
مژدہ اے دل اِنَّ فَضلَ اللہ غیم کا طل است

نا قصے گر طعنہ ناحق میزند بر ما چہ غم
از برائے طالبانِ حق امامِ کامل است

ثُبّتہ الاسلام یعنی قادیاں بنہد چناں
بُرجِ بابل در نگاہِ ہر کہ دائم حائل است

در نگہ چون آورد مینارۂ دارالاماں
گر کسے داژدوں فتادہ زیرِ چاہِ بابل است

می برآید بر سرِ مینارہ مردِ پُر دلے
یک جُہانے زہرہ می بازد کہ دستش بر دل است

زیر پا بنہد فلک ہر کس کہ مے بنہد در آب
در نگاہِ ساقیِ آرے آسماں ہم ساقل است

مردِ حق گر بر قفائے خویش دارد دُنبلے
بیگماں اورا نظر کردن ببالا مشکل است

دفترِ حکمت بہ پیشِ روستا افسانہ ایست
درکِ معنی کے کند شخصیکہ او لا یعقل است

فخرِ دہقانے است کارِ کشت با شخم و شیار
نکتہ ہائے معرفت را قلبہ راں کے قابل است

نیست پروا خوش ندارد بوئے گل را گر جعل
جنسِ ساقل کے ببوئے جنسِ عالی مائل است

جوز خوردن مغزِ جاں را گرچہ قوت میدہد
از برائے خر ولیکن سخت سمِ قاتل است

شد مسیحا نازل از گردوں پئے کسرِ صلیب
میخورد یاجوج غم دجال را خردر گل است

صبح صادق گشت طالع فرضِ خود فرما ادا
وقت را نشناختن بے شبہ فعلِ غافل است

خویش را پروانہ کن آخر نگس طینت نہ را
نورِ حق در قادیاں بنگر کہ شمعِ محفل است

پیش کحالاں بیا گر دیدہ اُت دارد سبل
مہر شد پر تو فشاں انکار حرفِ باطل است

ذاتِ احمدؐ را ابوبکرؓ و عمرؓ بشناختند
آنکہ او نشناخت بوجہل است و مردِ جاہل است

طیش کم کن با ادب بشنو کہ در اوصافِ او
وحیٔ متلو ناطق و سر دارِ گیہاں قائل است

از کلام اللہ لما یلحقوا را باز خوان
تا بدانی آیتے در شانِ پاکش نازل است

اندریں جو و زمن در زیرِ ایں چرخِ کہن
دیگرے بنما کہ او تائیدِ دیں را کافل است

آنکہ رو تا بد ازیں درگاہ شخصِ مدبر است
وانکہ رو آرد بدیں درگاہ مردِ مقبل است

خادمش از فیضِ رحمان بر مطالب فائز است
چاکرش از فضلِ یزداں بر مآرب نائل است

میزبانِ ماست مہماں دوست فیضش بس عمیم
خوانِ دعوت چیدہ شد یاراں صلائے بسم اللہ است

آنکہ عیبی تازی ہجوِ سرزمینِ قادیان
حرفِ تو نزدِ سخن سنجاں کلامِ باقل است

تا رو بود شعرِ تو دیدیم باطل یافتن
باطل اندر باطل اندر باطل اندر باطل است

شعر مے گوئی ولے تکرار باطل باطل است
پیشِ ارباب معانی سر بسر لا طائل است

رہ بیاموز از کحالاں شیوۂ کفّ اللسان
ہجو گفتن ہرزگی باشد نہ کارِ عاقل است

(از اصحاب الفیل تاجی)

(عبد اللہ البرنی تاجی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء

"رئیس الاشرار زمیندار" کا "قاضی رتل بوق"

وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین

خدا تعالیٰ کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ اپنے برگزیدگان اور انبیاء کے مقابلہ میں گروہ مجرمین میں سے کسی بڑے مجرم کو مخالفت کیلئے کھڑا کر دیا کرتا ہے۔ تاکہ اپنے نبی کی صداقت کو اس طرح بھی ظاہر کر دے۔ اور لوگ دیکھ لیں کہ ایسے بڑے بڑے مجرم جو باوجود اپنی انتہائی کوششوں اور خون پسینہ ایک کرنے کے خدا کے فرستادہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو ماننا چاہیئے کہ کوئی ایسی نہاں در نہاں طاقت مدعی رسالت کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ جس کے سامنے کسی کی پیش نہیں چل سکتی۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک مفتری کو ایسے ایسے اصحاب الفیل ہوئیکا دعویٰ کرنیوالے اور کشش قلم سے مٹا دینے کے مدعی اپنے منصوبوں میں نامراد رہ کر مٹا نہ ڈالتے۔ پس یقیناً یہ مدعی ماموریت اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ اور اس کے مخالف سب شیاطین الانس اور مجرمین میں سے ہیں۔ اسی سنت اللہ کے مطابق خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ کیلئے دنیا بھر کے چیدہ اور منتخب مجرم کھڑے ہوئے کہ ہم اسکو گرا دیں گے۔ مگر سب کے سب ناکام اور نامراد رہکر کچھ تو قبروں میں جا پڑے۔ اور جو ذرا سخت جان تھے وہ دین و دنیا کی ذلتوں میں مبتلا رہکر اپنی انتہائی ناکامی اور خسرانی اور روز افزوں سلسلہ الٰہیہ کی ترقی کو دیکھنے کیلئے باقی رکھ لئے گئے۔ انہیں مجرمین شیاطین الانس میں سے حرماں نصیب "رئیس الاشرار زمیندار" اور اس کا بدقسمت نمکخوار "قاضی رتل بوق" احسان اللہ ہے۔ جو نیش عقرب کی طرح ہمیشہ خدا کے بندوں کو ڈنک مارنے کے لئے دم اٹھائے رکھتا ہے۔

خدا کے فضل سے فاروق نے پچھلی اشاعتوں میں اس غلام و آقا کی اسکی شان کے مطابق ایسی گوشمالی کی تھی۔ کہ کچھ دنوں مرض کا دورہ بند ہو گیا تھا۔ اور ہم نے خیال کر لیا تھا۔ کہ یہ نیک نہاد اب کچھ سمجھ گئے ہیں۔ لیکن "مقتضار طبیعتش" کے مطابق یہی معلوم ہوا کہ وہ تا وقتیکہ پورا اپریشن نہ کیا جائے۔ باز نہیں آئیں گے۔ اور ان عبدالدنیا والدراہم کو سوائے پیسے ٹکے کمانے اور لوگوں کا مال لوٹنے کے اور کوئی بات سوجھتی ہی نہیں۔ وہ ہر ایک مصفا آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر یہی بول اٹھتے ہیں کہ دنیا میں مال جمع کرنا اور لوگوں کو لوٹنا ہی ہر شخص کی زندگی کی علت غائی ہے لہذا وہ جب کسی برگزیدہ انسان کو باشان و شوکت و جاہ و جلال دیکھ سن لیتے ہیں۔ تو مارے حسد کے جل بھن کر اور تو کچھ کر نہیں سکتے۔ اپنے اوپر ہی قیاس کر کے کہنے لگتے ہیں۔ کہ یہ دنیا کو لوٹ رہا اور پیسے بٹور رہا ہے۔ کیونکہ انکی اپنی ناپاک لائف اسی تلاش کی گذر رہی ہے۔ اور تا ایندم یہی پیشہ ان کا رہا ہے۔ اس لئے اپنے جیسا ہی دوسروں کو خیال کرتے ہیں۔

جہاں بھر کا فریبی اور مکار "ظفر الملت والدین" بننے والا "زمیندار" اپنی بدبختی اور سیہ کاری پر کبھی نظر نہیں ڈالتا کہ دنیا کا ہر ایک شریف الطبع انسان اسپر بنگالہ کی برسات کیطرح لعنت برساتا ہے۔ جس سے اسکی سیرت پر تو پہلے ہی شیطان قبضہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اب تو صورت بھی بگڑ کر منہ چڑاتے چڑاتے قابل نفرت ہو گئی ہے۔ اس بے بصیرت اور ناعاقبت اندیش حیوان بشکل انسان کو اب تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس کے زمانہ نقاشی سے لیکر آج اس کی قلاشی۔ کروں تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اس نے اور اس جیسے دیگر خفاشوں کی کاغذی پتنگوں اور مینہہ کی پھونکوں نے کیا بگاڑ لیا جبکی امید پر وہ آئندہ کسی فلاح و کامیابی کی امید رکھتا ہوا دیوانہ وار سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف لپکتا رہتا ہے۔ وہ نہیں دیکھتا کہ خدا نے جو وعدہ آج سے تیرہ سو سال قبل کیا تھا۔ کہ ینزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم اسکو اپنے قادرانہ ہاتھ سے ساری روکوں کو ہٹا کر اپنے اٹل وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات میں پورا کر کے اسکو اپنا مامور و مرسل و مسیح و مہدی بنایا۔ اگر خدا ایسا نہ چاہتا۔ تو کون تھا۔ جو اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ اس طرح رکھتا۔ ہزاروں روکیں پیدا ہو جاتیں اور وہ دور نہ ہوتیں جب تک کہ سلسلہ کی بنیاد نہ اکھڑ جاتی۔

نقاش جیسے بدخواہ انسان خدا کے واقع شدہ فعل اور ارادہ سے لڑائی کرنے والے تو سب ہی موجود تھے۔ اور ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی بدقسمتی اور بدطینتی کے سوا کیا حاصل کیا۔ یہی نا کہ آج ان کے گلوگھ میں رونے اور دانت پیسنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں پس ہر ایک طالب حق غور کرے۔ اور خدا سے ڈرنے والے خدا کے لئے گواہی دیں۔ کہ خدا کے قول کے مطابق وقوع فعل پر کس کا دل گردہ ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ یعنی باقی سلسلہ مسیح موعود پر اعتراض کی زبان کھولے۔ اور کھولے بھی تو بجز لغویت اور ہرزہ درائی کے اس کے پلے کیا پڑیگا۔ ہونیوالی بات ہو چکی۔ تقدیر مبرم اپنا کام کر چکی۔ اب کوئی نیا خدا ہو۔ نیا نظام ہو۔ اور نئے سرے سے رسالت محمدی کا ظہور ہو اور پھر اس وقت ناکام اہلحدیث۔ اہلتسری اور بدنام سیالکوٹی اور بدانجام کرم آبادی۔ اور بدلگام قاضی رتل بوق زائر بٹی موجود ہوں اور انکی رائے اور ووٹ سے مسیح موعود کا انتخاب کیا جائے۔ تو ممکن ہے کہ ینزل ابن مریم والی پیشگوئی اس نظام پر واقع ہو جائے جبکی تمنی میں یہ عدوان مبین مر رہے ہیں۔ ورنہ خدا نے جو کرنا تھا وہ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو چکا۔ پھر اس کے بعد ہم کس گندہ دہن موذی کی سنیں اور اسے کیا وقعت دیں۔

اس نااہل نقاش اور اس کے قاضی خفاش کو معلوم نہیں کہ اگر ایک فریق کے نزدیک دوسرے کا پیشوا اپنے ترشیدہ اعتراضوں کے سبب سے مردود ٹھہر سکتا ہے تو پیش تو کریں۔ کہ وہ کون ہے جو مخالفوں کے معاصر کا نشانہ نہیں بنا میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جس قدر اعتراض پادریوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اور شیعوں نے خلفاء راشدین کی نسبت اور خوارج نے اہل بیت کے حق میں جمع کر رکھے ہیں ان کا تو عشر عشیر بھی حضرت مسیح موعود اور سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے بارہ میں نہیں اگر ان کے اعتراضوں سے ان راستباز ہستیوں کی ذات پر کوئی دھبہ لگ سکتا یا یہ اپنے عہد دل میں مفتری ثابت ہو جاتے ہیں تو ہم بھی دشمنان سلسلہ کے اعتراضوں کا یہی نتیجہ سمجھ لیں گے۔ اور اگر اس کے خلاف ہے۔ تو ہمیں ان نکتہ چینیوں اور یاوہ گوئیوں کی پرواہ کیا ہے۔ جبکہ ان معترضین کی ایمانی۔ اخلاقی اندرونی اور بیرونی حالتیں ایسی شرمناک ہیں۔ کہ جن کے بیان سے قلم شرماتا اور زمین تھرا جاتی ہے۔ کہیں ان سے ڈر کر بھی کبھی کیا احمدی خاموش ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

کیا "نقاش" کہلانے والا جس کی ساری چھت ہی جھوٹ اور فریب کی لکڑی ہے۔ صادقوں کے سامنے منہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کیا اسکو معلوم نہیں کہ وہ اخبار "زمیندار" جس پر اس کا روزگار ہے۔ صریح غلط بیانی پر ہی چل رہا ہے۔ کسکو خبر نہیں کہ اس کے ٹائٹل پیج پر یہ سیاہ جھوٹ اس کا منہ کالا کرنیوالا ہر روز لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ "زمیندار" کا ایڈیٹر "حافظ سید احمد قریشی صدیقی" ہے جبکہ وہ آنکھوں سے نابینا ہونے کی وجہ سے غالباً "حافظ" نہیں رہا ہے۔ اب "ظفر الملت والدین" کا ٹائٹل پانیوالا اسکو یہ ٹائٹل دینے والے اگر مسلمان ہیں اور ایمان کی ان کی رتی موجود ہے۔ تو علناً بیان کریں کہ سید احمد نابینا واقعی زمیندار کا ایڈیٹر اصلی ہے؟ اگر وہ نہیں اور یقیناً نہیں تو بتاؤ۔ کہ "زمیندار" کے نقاش نے لوگوں کو اور حکام کو دھوکہ دینے کے واسطے ہی اس کا نام اخبار پر نہیں لکھا۔ تو پھر کس غرض کیلئے لکھا ہے۔ کیا یہ جھوٹ نہیں۔ کیا اس کا فتویٰ مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث نے عطا کر دیا ہے؟ لہٰذا جس اخبار کی بنا ہی غلط گوئی اور دروغ بیانی پر ہے۔ وہ بھی کوئی اسلامی پرچہ اور راہ نمائے قوم ہو سکتا ہے۔ وہ تو لعنت اللہ علے الکاذبین کی وعید کا مستحق ہے۔ نہ کہ "ظفر الملت والدین" کہلانے کا حق دار۔

دوسری دروغ بیانی سنو! "زمیندار کا نمک خوار ایڈیٹر" قاضی رتن لوق ہے۔ جو اس کا حق نمک ادا کرنے کی نیت سے اپنے ایمان اور دیانت کو رات کو بتی کی سیر میں فروخت کر کے صبح کو "زمیندار" کی کرسی ادارت پر آبیٹھتا ہے۔ مگر کبھی زمیندار کے منہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ کہ "قاضی احسان اللہ بی اے مدیر زمیندار" ہے؟ کبھی نہیں یہ راز "تو نمیں الاشرار" زمیندار کے پٹھو "پیغام سیویاں" قادیان نے فاش کیا ہے۔ کہ دراصل قاضی احسان اللہ "زمیندار" کا ایڈیٹر ہے۔ جیسا کہ وہ ۱۷ اگست کے "پیغام سیویاں" کے صفحہ ۸ میں لکھتا ہے۔ کہ "قاضی احسان اللہ صاحب بی اے۔ مدیر زمیندار لاہور" پھر ۲۴۔ اگست کے صفحہ ۱ پر خلیفہ قادیان کا "جدید طریقہ تبلیغ" کی سرخی کے نیچے "از جناب قاضی احسان اللہ صاحب بی اے مدیر زمیندار"۔ پھر ۸ ستمبر کے صفحہ ۷ پر خلیفہ قادیان کا ایک مکتوب از جناب قاضی احسان اللہ صاحب بی اے۔ مدیر زمیندار" لکھا ہے۔ اب یا تو اس قاضی لم یبق کا "مدیر زمیندار" کہلانا زور جھوٹ ہے۔ یا "سید احمد اندھے" کا ایڈیٹر زمیندار لکھا جانا سیاہ جھوٹ۔ غرضیکہ ایسے جھوٹے اخبار اور اسکے کاذب اور دروغگو اہلکار و مختار کا کیا اعتبار اور اسکو مسلمان کہلانے اور "ظفر الملت والدین" کہانیکا کونسا منہ ہے!

حیرت کی بات ہے۔ کہ "ستارہ صبح" والا وہ گرگٹ جس نے قوم و ملک کی دولت کثیر لوٹی۔ جس نے قوم کو احمق بھی بنایا۔ اور سرکار کی نظروں میں بھی اسکو حد سے زیادہ گرایا جو کبھی دین کا حامی نہ تھا۔ بلکہ روپیہ اور شہرت کا متلاشی رہا جسکو جنگ طرابلس و بلقان کی غنیمت نے تھوڑے ہی دنوں میں غیرت کش حمیت سوز۔ محلے کے ذلیل الحیثیت مکان سے نکالکر بنگلوں اور کوٹھیوں میں رہنے اور ریشمی قالین بیش قیمت فرنیچر اور سامان عیش و عشرت ضرورت سے زیادہ استعمال کرنے کے قابل بنا دیا۔ جسنے طرابلس و بلقان کے شہیدوں کا خون بیدردی و بیرحمی سے خرچ کر کے اپنی عارضی امارت اور شان و شوکت کا نہایت چھچھورے پن سے مظاہرہ کیا۔ جس نے اس نو دولتی اور نوخاستگی کا اظہار معقول عرصہ تک انگلینڈ میں یورپ کے عالیشان ہوٹلوں میں نوابی ٹھاٹ باٹ اور آن بان کے ساتھ رہکر قوم کے روپیہ کو پانی کیطرح بہا کر کیا جسکی تمام جد و جہد۔ دوڑ دھوپ کا فلسفہ محض حصول زر رہا۔ جسکی زندگی کا کوئی واقعہ اور سانحہ ایک پیچ سے خالی نظر نہیں آتا۔ جس کا ایک وقت کی نماز کو متفرق جگہوں میں دو دو وقت ادا کرنا آجتک زبان زد خواص و عوام ہے۔ جو اپنی ریاکاری سے لوگوں کے دلوں پر پکا نمازی اور مذہبی ہونیکا سکہ جما کر دکھایا کرتا تھا۔ وہ اور استبازوں کی طرف کاٹنے کو دوڑے۔ العجب ثم العجب۔

وہ ابن الوقت خود غرض بے اصولا "علی ظفر خاں"۔ جو عرصہ دراز تک ایسی سیاست کے سبق پبلک کو پڑھاتا رہا۔ جسپر خود اس کا دل مطمئن نہ تھا۔ جسنے محض ملمع سازی سے مخلوق خدا کو مذہبی جوش کے سبز باغ اور ملی ہمدردی کے آراستہ چمن دکھائے۔ اور نوشت سبزہ رخ کی تہ میں حصول زر کے ایسے جال بچھائے۔ کہ ہزاروں معصوم پرندے اس طوطا چشم کے دام میں پھنس کر جیبیں خالی کر بیٹھے۔ وہ شخص جو کبھی بھی اپنے اصول کے بدلنے پر نادم نہیں ہوا اور نہ اس کا مردہ و مردود ضمیر کبھی بدنام کن اور ناقابل رشک اپنی نفرت انگیز تبدیلی پر پسیجا وہ واعظ بے عمل چولما تقولون مالا تفعلون کے مطابق دوسروں کو نکٹائی لگاتے دیکھکر نکٹائی کو صلیب نما بتا کر اسکے استعمال کی پرزور ممانعت کرتا رہا۔ اور اسکے بے تکلف دوستوں میں سے اگر کوئی نکٹائی لگاتے نظر آگیا۔ تو اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلے پڑے اپنے ہاتھ سے نکٹائی اتار کر پھینکدیتا رہا۔ ایسا دشمن نکٹائی مسلمان جب ۱۴ء میں انگلینڈ سے واپس آتا ہے۔ تو سب سے پہلے استقبال کرنے والے ارادتمند دور سے اس کے گلے کو نکٹائی سے بندھا ہوا دیکھتے ہیں جس سے انکو تعجب اور حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ اور ہزار نفرین ولعنت اس واعظ بے عمل کو کرتے ہوئے واپس آتے ہیں۔

ہاں! ہاں!! وہ "نقاش" خفاش جسکی شخصیت جسکا خون اور گوشت۔ جسکا تمام اثاث البیت باغ زمین بدن تک کے کپڑے سب کا سب قوم کے روپیہ سے ہے۔ وہ کرم آبادی جرم جو رئیسہ بھوپال سے ولایت جاکر فن دباغت کی تعلیم حاصل کرنے کے مجرمانہ دھوکہ اور فریب سے دو ہزار روپیہ اینٹھ لیتا ہے۔ وہ قلاش جسنے یتیم خانہ سیالکوٹ کا چالیس ہزار روپیہ مارا جسکے متعلق نوٹس پر نوٹس اسکو دئے۔ مگر ٹس سے مس نہ ہوا وہ سفلی انسان جس نے زمیندار ریلیف فنڈ کا پانچ لاکھ کا سرمایہ خورد برد کر لیا۔ ایسا متلون۔ طامع۔ حریص۔ بے اصول۔ خود غرض۔ اعلیٰ اخلاق سے محروم۔ مذہب سے عملی بیگانہ۔ لوگوں میں صائم اور گھر میں شکم سیر۔ بے وضو نماز خواں۔ بے کار وظیفہ خواں۔ یہی منہ کہتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے بانی کو روپیہ بٹورنے والا کہے۔ جسکو جھوٹ بولنے۔ جھوٹ لکھنے۔ جھوٹ سننے کے سوا کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا۔ وہ مکار بھی حق رکھتا ہے۔ کہ خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر معترض ہو۔ بظاہر تو وہ آدمی ہے۔ انسان صورت ہے۔ اور ابتو خیر سے "بچہ حاجی" بھی بن آیا ہے جو حسب مثل مشہور "نالے حج نالے وچ" زر سرخ وسفید سے مالا مال ہوکر واپس آیا ہے۔ وہ کس طرح بے باک ہوکر قرنی الپنکر صفائی بنکر "زمیندار" مورخہ ۲۰ ستمبر کے کالم مزخرفات میں جھوٹ کی گندگی پر اس طرح منہ مارتا ہے۔ کہ

"مسیح قادیانی جب اپنی امت کی جیبیں خالی کرنے کیلئے وہ تمام ذرائع استعمال کر چکے جو اُن سے پہلے پیروں اور صوفیوں (بلکہ نبیوں اور رسولوں۔ ناظرین) نے رائج کر رکھے تھے۔ تو انہیں اس مقصد کے حصول کیلئے کوئی موثر تر ذریعہ ایجاد کرنے کی فکر ہوئی۔ مال غنیمت کے تمام حصہ داروں کی ایک مجلس مشاورت ہوئی۔ اور بہت سے غور وخوض کے بعد یہ قرار پایا کہ جنت فروشی کرکے روپیہ وصول کیا جائے۔ اس غرض کے لئے بہشتی مقبرہ بنا اور یہ اعلان ہوا کہ جو شخص اس مقبرہ میں دفن ہوگا۔ وہ مرنیکے بعد سیدھا بہشت میں پہنچیگا۔ اس کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ جو شخص طلبگار جنت ہو۔ وہ اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا عشر پنجاب کے سودیشی بنی اور اُن کے جانشینوں کی نذر کرتا ہے۔ اور مرنے سے قبل یہ وصیت لکھ کر رجسٹری کرائے۔ کہ اس کی ½ جائیداد کے مالک مرزا صاحب کے جانشین ہیں یا بالفاظ دیگر صدر انجمن قادیان ہے۔" یہ ہے ناظرین چیت رام کے چیلے کے منہ سے نکلی ہوئی غلاظت جسکو اس کے فضلہ خور "قاضی رتل بوق" احسان اللہ نے اٹھا کر اپنے دوزخ شکم میں انڈیل لیا۔ مگر بوجہ زیادہ غلیظ ہونے کے رات بھر ٹبی کی سیر کرتے کرتے بھی ہضم نہ کرسکا تو صبح آتے ہی "زمیندار" کی مزخرفات کی ٹوکری میں منہ کے رستے اُگل کر اپنے ناظرین کے آگے پھینکدیا۔ جسکی بو سے سب کے دماغ متعفن ہوگئے۔ اور فینائل چھڑکنے اور لیونڈر سونگھنے کی ضرورت پڑی ناظرین "قاضی رتل بوق" کی بدہضمی کی وہ ڈکاریں جو حلق زمیندار میں ملاحظہ فرما کر مندرجہ ذیل لیونڈر اور عطر کو سونگھیں تب آپ کا دماغ صاف ہوجائیگا۔ گو زمیندار کے نقاش اور اسکے قاضی خفاش کا دل ودماغ تو اس قابل ہی نہیں رہا۔ کہ ان کے دماغوں کی گندگی دور ہوجائے۔ کیونکہ گوہ کے کیڑے کو عطر وگلاب سے کوئی راحت نہیں پہنچتی وہ تو گندگی میں ہی زندگی بسر کرتا رہتا ہے۔ اس سے جہاں باہر نکلا اور مرا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے رسالہ الوصیت میں بہشتی مقبرہ کے متعلق حسب ذیل اعلان فرما کر زمیندار"

حبیوں کا پہلے ہی منہ کالا کر دیا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی نے دوسری شرط میں فرمایا ہے کہ "یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہیگی۔ اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن اور کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے خرچ کریں گے۔"

"ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں کا بھی حق ہوگا۔ جو کافی طور پر وجہ معاش نہیں رکھتے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔"

"تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔ اور کوئی شرک وبدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔"

"کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ یہ زمین کسیکو بہشتی کر دیگی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا۔"

"۷" یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا۔ کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے۔ بلکہ ضروری ہوگا۔ کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اسکے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو۔ اور تقویٰ وطہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانیوالا ہو۔ نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔"

"۸" (۱) اگر کوئی کچھ بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو۔ اور بایں ہمہ ثابت ہو۔ کہ وہ ایک صالح درویش ہے۔ اور متقی اور خالص مومن ہے۔ اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی اس مقبرہ میں دفن ہوسکتا ہے۔"

"(۱۲) اگر کوئی شخص وصیت کرکے پھر کسی اپنے ضعف ایمان کیوجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہوجائے۔ یا اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ سے روگردان ہو جائے۔ تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے۔ بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے"

"(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا۔ کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے۔ یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں۔ یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے۔ اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا۔ کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے۔"

ان ہدایات کو پڑھ کر نقاش کرم آبادی اور وفاش قاضی کے منہ لٹکدار ہو گئے ہوں گے۔ ناظرین آپ ایک دفعہ "زمیندار" کی یاوہ گوئی جسکو ہم نے نقل کر دیا ہے پڑھ لیں۔ پھر دونوں آقا و غلام کے منہ پر تھوک دیں کہ کس قدر ڈھیٹ اور بیشرم ہو کر لکھتے ہیں "کہ جو شخص اس مقبرہ میں دفن ہوگا۔ اس کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت نہیں"۔ بھلا ایسا سیاہ جھوٹ۔ اتنی دروغ بیانی کرنے والا بھی دعوی اسلام کا کر سکتا ہے؟ لعنۃ اللہ علیہ وعلی من لدیہ۔ آمین۔ (باقی پھر سہی)

مسئلہ نبوت کے فیصلہ کی آسان راہ

خدا بھلا کرے ایڈیٹر پیغام کا۔ کہ اسنے تازہ پرچہ پیغام ۱۲ اکتوبر میں دو ایسے نادر حوالے نکال کر شائع کئے ہیں جو روز روز کے باہمی جھگڑوں کو یکسر مٹا دینے والے ہیں انمیں سے ایک حوالہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہے۔ اور دوسرا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور پیغام صلح کے الفاظ میں ہی درج کرتا ہوں۔

سنئے۔ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلعم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے۔" اخبار بدر ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۰ء

(اس حوالہ پر قادیانی کمپ والے اگست بدنداں ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کیا فرما دیا کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ مجال ہے کہ اس حوالہ پر ایک حرف بھی لکھ سکیں اور کسی قسم کی بھی نبوت کا ادعا حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے ثابت کر سکیں۔ ناقل ایڈیٹر پیغام)

کھلا اعتراف علی رؤس الاشہاد

(اس کے متعلق میں جو قادیانی کمپ میں سے ایک ہوں کھلے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ ہمارا بالکل یہی مذہب ہے ہم اس سے سرمو فرق کرنا یا انکار کرنا کفر سمجھتے ہیں۔ اگر آپ نے کبھی ہماری یا ہمارے کسی بزرگ کی تحریر و تقریر سے اس کے خلاف کوئی مفہوم سمجھا ہے تو آپ کی غلط فہمی پر دال ہے۔ ہمارا وہ مدعا نہ تھا۔ جو آپ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کے خلاف سمجھ کر ہم سے ناراض ہو رہے ہیں۔ حاشا وکلا۔ خدا کو گواہ کر کے ہم بالفاظ مسیح موعودؑ کہتے ہیں۔ کہ صرف آنحضرت صلعم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے۔ اور اسی قسم کی نبوت ہم مسیح موعود کی مانتے ہیں۔ اس سے زیادہ ؎ نزد ما کفر است و خسران و تباب (مخدوم)

دوسرا حوالہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا پیغام صلح میں یوں رقم طراز ہیں "(۱) میاں صاحب بھی مانتے ہیں کہ ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے"۔ اخبار بدر قادیان یوم پنجشنبہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۰ء نمبر ۲۳ جلد ۱۰)

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالی نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا آپ کی مدت اس حد تک پہنچی کہ آپ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کی اس پر اتباع کی مہر نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلی سے اعلی ترقیات کی ان منازل تک پہنچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے"۔

مجھے اس حوالہ کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں عقلمند اور دانا ناظرین بخوبی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ یہ بالکل حضرت مسیح موعودؑ کے متذکرہ بالا حوالے کے مترادف ہے اس میں نہ موافقین کو نہ مخالفین کو اختلاف ہوگا۔ اس لئے بدستور سابق ایڈیٹر پیغام کے اس پیش کردہ حوالہ کو بھی من وعن تسلیم کر کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے الفاظ میں جو آپ نے ۱۹۱۱ء میں فرمائے تھے۔ اقرار کرتے ہیں کہ "اللہ تعالی نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوۃ کا خاتمہ کر دیا۔ آپ کے کمالات اس حد تک پہنچے کہ آپ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کی اس پر اتباع کی مہر نہ ہو۔ خدائے علیم بذات الصدور کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ اب بھی ہمارا وہی مذہب ہے۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۹۱۱ء میں بیان فرمایا تھا۔ پس چونکہ یہ ہر دو حوالجات ایڈیٹر پیغام صلح کو بھی مسلم ہیں کہ ان کے اعتقاد کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسلئے اب تو انکو ہم سے کوئی شکایت نہ رہنی چاہیئے ورنہ بعید از انصاف سمجھا جائیگا۔

اس بلا شرط تسلیم کے بعد از روئے انصاف اب ہمیں حق پہنچ گیا ہے کہ جس طرح ایڈیٹر پیغام نے ہمارے مسلمہ اور واجب الاحترام بزرگوں کے حوالجات پیش کر کے ہمیں قائل کر دیا ہے۔ کہ ہم انکے حوالجات کو من وعن بلا کم و کاست تسلیم کر کے انکے ہم اعتقاد ہو جائیں اسطرح ہم بھی انکے مسلمہ اور واجب الاحترام بزرگ مولوی محمد علی صاحب امیر ایدہ اللہ کے متعدد حوالجات میں سے ہر دست صرف دو ایک حوالہ ہی پیش کر کے عرض کریں۔ کہ وہ بھی ہماری طرح بلا چون و چرا اس حوالہ کو تسلیم کر کے اعلان کر دیں۔ کہ جو عقیدہ امیر ایدہ اللہ نے اس حوالہ میں ظاہر فرمایا ہے۔ بالکل وہی ہمارا عقیدہ ہے پس اس طرح ہم نے آپ کی مان لی اور آپنے ہماری مان لی جھگڑا ختم۔ اور باب اختلاف بند۔ وہ حوالہ یہ ہے "امیر ایدہ اللہ" ریویو جلد پنجم صفحہ ۱۸۶ میں فرماتے ہیں۔ "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ نیا ہو یا پرانا آپؐ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جسکو نبوت بدون آپؐ کے واسطہ کے مل سکتی ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد خدا تعالی نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دئے۔ مگر آپؐ کے متبعین کامل کیلئے جو آپؐ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپکے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں انکے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا"۔ ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک پیغامی کے قلم سے

آنحضرت ﷺ اور حضرت عمرؓ کی توہین

حضرت مسیح موعودؑ کو عیسائیوں سے مماثلت دیکر

یہودیوں سے مشابہت

مندرجہ ذیل ایک علمی اور دندان شکن مضمون "پیغام جنگ" کے اُس دل آزار اور گستاخانہ مضمون کے جواب میں ہے۔ جو امیر ایدہ اللہ کے خسر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے نام سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا تھا جس کے بعد احمدیان اور پیغامیان لاہور کے درمیان مضامین نویسی کے متعلق باہمی صلح کا سلسلہ جاری ہوگیا اور ہم نے اس قسم کے مضامین طبع کرنے بند کر دئے۔ اب چونکہ پیغام جنگ آپے سے باہر ہو رہا ہے۔ اسلئے اس مضمون کو بھی ہم شائع کرتے ہیں جس سے پیغامیوں کی گوہر افشانی کا بھی پتہ لگ جائے۔ اور ان کا قرضہ بھی بیباق ہو جائے (ایڈیٹر)

خدا کی شان ہے۔ کہ جب انسان کسی صادق کی مخالفت اور عداوت کے نشے میں سرشار اور بدمست ہو جائے اور ضد اور تعصب کی پٹیاں اپنی آنکھوں پر باندھ لے تو وہ بعینہٖ اس بدمست انسان کی طرح ہو جاتا ہے جسکو بدمستی کیوجہ سے اپنے پرائے کی سوجھ نہیں رہتی۔ سو یہی کیفیت ہمارے پیغامی مہربانوں خصوصاً مولوی محمد علی صاحب کے خسر کی ہے۔ انکو کبھی کبھی اُبال اُٹھتا ہے۔ اور اپنے اس بخت اور عزت کو جو حضرت محمود کے خلیفہ ہونے میں نصیب ہوتا۔ یاد کر کے حضرت محمود کے حق میں وہ کچھ راگ الاپنے لگتے ہیں۔ جو کم از کم انکی موجودہ شان کے ہرگز شایاں نہیں بہتر تھا۔ کہ ان راگوں کے مزامیر کو ماضی میں ہی محدود رکھتے۔ اور اس نئے جامہ میں ان کے جواز کو قطعاً حرام کر دیتے۔ مگر سچ ہے۔ کہ ؎

بے نندی نکلتی نکلے

اس کی تازہ مثال سنئے

سوء اتفاق سے پیغام صلح کا ایک پرچہ میری نظر سے گذرا جسمیں ایک مضمون کی سُرخی یہ تھی "روٹی"۔ "مسیحیوں سے مماثلت"۔ "جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے لکھا ہوا"۔ اس مضمون میں جو کچھ انہوں نے زہر اگلا ہے میں نہیں پسند کرتا کہ نقل کفر کے میں اپنے نازک دماغ ناظرین تک اس کی بو پہنچاؤں۔ یہ مضمون ہی زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

یعنی عبارات مضمون سے ہی لکھنے والے کا قیاس کر لو۔ بہرحال میں ترکی بہ ترکی جواب سے برطرف ہوتا ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں ہم میں اور اُن میں ما بہ الامتیاز نہ رہیگا۔ اس مضمون کی سُرخی سے میں نے یہ خیال کیا شاید یہ مضمون کسی اہم امر پر ہوگا۔ مگر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ

غلط کردم خطا دانہ بودم

وہ تو حضرت خلیفۃ المسیح کے ولایت سے واپس قادیان پہنچنے پر لنگر خانہ کی طرف سے یہ الفاظ کہکر جو روٹی پیش کی گئی۔ کہ "یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"۔ اور رپورٹ نویس نے ان الفاظ کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس کشف کی تفصیل بھی لکھدی تھی جسمیں یہ الفاظ درج ہیں۔ بس اتنا لکھنے پر "روٹی" کے سیاہ نویس کو اس قدر طیش آیا۔ کہ جامے سے باہر ہو کر دو کالم سیاہ کر ڈالے۔ ناظرین خیال تو کریں۔ کہ اس میں قابل اعتراض کونسی بات تھی۔ لطیفہ یہ ہے کہ اس فعل کے مرتکب تو لنگر کے کارکن تھے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے خسر کو غصہ بار بار حضرت محمود پر آرہا ہے۔ پنجابی میں ایک مثال ہے۔ کہ "دندی باراں نوں ولے ناں بھراندے"۔ مجھے یہاں پر ایک مختصر سا قصہ یاد آگیا ہے۔ کہ ایک مراسی کے ہاں ضیافت ہوئی۔ اس کے کنبہ کے سب لوگ آکر جمع ہوئے۔ ان میں سے ایک مراسی اس سے لڑائی کرنا چاہتا تھا۔ بظاہر کوئی بہانہ نہ ملا آخر وہ اس کے مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور کودنے لگا۔ اس پر میزبان نے کہا۔ کہ بھئی اوپر "کون" ہے؟ اس طرح لڑائی چھیڑلی سو اسی "کون" ہے کہ مطابق ہمارے مہربان ڈاکٹر صاحب نے اپنا دیرینہ کینہ نکالنے کیخاطر یہ مضمون لکھا۔ اور اس پر کئی حاشیے چڑھائے۔ کہ اس کشف میں روحانی روٹی مراد تھی۔ اور اب اس کو ظاہر میں بھی لنگر کی روٹی کھلا کر عیسائی بن گئے ہیں۔ اور پھر اس ضمن میں دنیا طلبی۔ بندۂ شکم شخصیت پرستی۔ سوانگ بھرنا۔ پیر پرستی خلیفہ الحرکاتی غلو کرنے والے۔ مثیل عیسائی۔ خوشامد پسند وغیرہ کے بیسیوں مترادف الفاظ سے پیغام کا منہ کالا کر ڈالا۔ جسکو پڑھ کر ایک ناواقف انسان کبھی باور نہیں کر سکیگا کہ کسی شریف اور تعلیم یافتہ انسان کے قلم سے خود ایڈیٹر پیغام بھی اس سرتاپا لغو مضمون کے شائع کرنے میں جھجکا ہے۔ جس کا ثبوت ایک تو یہ ہے کہ یہ مضمون عرصہ دراز کا آیا ہوا معلوم ہوتا ہے بھلا نانائے اُمت "پیغام" کا مضمون ہو۔ اور اس پر اس قدر تعویق۔ "معنے دارد کہ در گفتن نمے آید"۔ دوسرا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس مضمون میں ایک موقعہ پر نقطے ڈال کر جگہ خالی چھوڑنا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس مضمون کا وہ حصہ ایسا ناقابل اشاعت تھا۔ جو شاید پریس ایجٹ کے ماتحت آجاتا۔ ورنہ اتنی بڑی بزرگ ہستی کے مضمون پر ایک تنخواہ دار اتنی ملازم کا ہرگز یہ حق نہیں کہ سنسر کر کے کاٹے چھانٹے کرے۔ بلکہ میرا تو ظن غالب ہے کہ یہ مضمون ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے تائہ کا لکھا ہوا نہیں۔ بلکہ ان کے کسی بے وقوف بچے کا لکھا ہوا ہے جو غلطی سے ایڈیٹر پیغام نے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کا سمجھ لیا ہے۔

بہرحال ایسے لغو مضمون کے جواب کیلئے میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ قلم اُٹھاؤں۔ مگر چونکہ بعض جگہ اس مضمون نویس نے ایسی عبارات لکھی ہیں۔ جنسے صرف حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ پر ہی نہیں بلکہ حضرت احمد مکیؑ اور حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ایک نہایت کینہ حملہ ہوتا ہے اس لئے اس حملہ کے اندفاع کے لئے میری غیرت نے مجھے خاموش نہ بیٹھنے دیا۔ پس مختصراً لکھتا ہوں۔ اس

ع بس آتش ما کہنہ ہمسکو جذبہ ما تیز کرد اگر کسی کا دل دکھا ہو تو ہم معذور ہیں۔

ع ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ نخواہد گو برو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعودؑ کا ایک اور کشف

مضمون نویس نے حضرت مسیح موعودؑ کے کشف کے متعلق لکھا ہے۔ کہ حضرت صاحب کو تو روحانی روٹی دکھائی گئی جسکو اس طرح ظاہری طور پر پورا کرنے کی کوشش کرنا گویا ایک طرح سوانگ نکالا گیا۔ اور یہ درست نہیں۔ جیسا کہ کوئی متقی شخص رویا میں یہ دیکھے۔ کہ وہ شراب پی رہا ہے۔ تو کیا اسکو یہ چاہیئے کہ وہ صبح اٹھ کر شراب پینی شروع کر دے۔ بلکہ اس سے روحانی پہلو مراد لیا جاویگا۔ ملخص بلفظہ۔ اس قسم کی دو چار لایعنی مثالیں دے کر اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ لنگر خانہ قادیان کی طرف سے حضرت محمودؓ کو حضرت صاحبؑ کے کشف والے الفاظ اور طرز میں روٹی پیش کرنا مثیل عیسائیت ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ روٹی پیش کرنے والے اور الفاظ کہنے والے تو خواہ عیسائی بنے یا نہ بنے مگر میاں محمود احمدؑ صاحب تو ضرور ہی عیسائی بن گئے۔

مسیح روٹی سے مسیح موعودؑ کی مراد

عجیب طرز استدلال ہے۔ جو قابل داد ہے۔ خدا منہ کالا کرے ضد اور تعصب کا کہ اچھے بھلے پڑھے انسان کی عقل بھی مار دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں کتنی مدت تک عیسائیوں کی تردید میں لاتنر سا وانر ۃ دنہا ہی اخبار کا صدہا مرتبہ دور کیا۔ مگر اب حضرت مسیح موعودؑ سے تھوڑی دیر ہی الگ رہکر وہ سب کچھ جو حاصل کیا تھا۔ ضد و تعصب کی نذر کر بیٹھے۔ اگر ڈاکٹر صاحب حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۰ کو کھول کر پڑھ لیتے اور پھر اس روٹی پر منہ مارتے۔ تو بہتر تھا کیونکہ حضرت مسیح موعود نے خود اس روحانی روٹی کی جسمانی روٹی ہی مراد لی ہے۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں۔ "کہ وہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی۔ دو وقت ہمیں غیب سے ملتی ہے۔ کئی عیالدار دو وقت روٹی کھاتے ہیں۔ کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگر خانہ سے روٹی لیجاتے ہیں"۔ ڈاکٹر صاحب کو اب شرم کرنی چاہیئے۔ کہ حضرت محمود کی عداوت میں حضرت مسیح موعودؑ پر خطرناک حملہ کر گئے ہیں۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو مسیحیوں سے مماثلت دے گئے ہیں

محترم ڈاکٹر صاحب ان تمثیلات کے لکھتے وقت آپ کا ذہن اس کشف کی طرف نہ گیا جو حضرت صاحب نے دیکھا تھا۔ کہ میں لنڈن کے سٹیج پر کھڑا تقریر کر رہا ہوں۔ اور میں نے سفید پرندے پکڑے تو اس سے خود حضورؑ نے یہ مراد لی کہ میری تحریریں اور تعلیم وہاں پہنچیگی۔ تو لوگ انکے ذریعہ مسلمان ہوں گے۔ مگر آپ کے خواجہ صاحب نے وہاں جا کر بموجب اپنی رپورٹوں کے چند ایک مسلمان بنائے۔ جنکو احمدی بنانا تو درکنار حضرتؑ صاحب کے نام سے بھی بکلی ناآشنا رکھا۔ بلکہ اقراض ہونے پر صاف اعلان کیا۔ کہ مرزا صاحبؑ کے نام کو یہاں کے لئے ہم قاتل سمجھتے ہوں ہیں تو احمدیت کے لئے لائن کلیر کرنے آیا ہوں۔ اور اب تک قریباً پندرہ سال ہونے کو ہیں۔ کہ لائن کلیر بھی ختم ہونے کو نہیں آتا۔ ہاں تو پھر آپ ہی خدا لگتی کہیں۔ کہ کیا ایسے نومسلم حضرت مرزا صاحبؑ کے نوگرفتار پرندے کہلا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس مقدس کشف کو حضرت خواجہ صاحب کی ہستی پر چسپاں کرنا کہاں کی دیانتداری ہے۔ کیونکہ وہاں کے نومسلم خواہ خواجہ صاحب کے خودساختہ ہوں۔ یا ظفر علی کے یا دیوبندیوں کے۔ سب یکساں ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے کشف کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ پس مکرم ڈاکٹر صاحب اس کشف کی بیحرمتی ہوتے وقت آپ کا دل و دماغ اور غیرت اور حمیت کہاں رفو چکر ہو گئی تھی۔

اور سنو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک کشف کی بنا پر بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ حضورؑ نے کشف میں دیکھا۔ کہ اپنی قبر بھی اس میں موجود ہے۔ سو ہو سکتا تھا کہ جیسا کہ حضورؑ نے لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں وفات پاکر احمدیہ بلڈنگ کی روحانیت پر ہمیشہ کیلئے مہر لگا دی۔ تو بعض رکاوٹوں کے باعث حضورؑ کی نعش مبارک یہاں نہ آسکتی۔ مگر چونکہ حضرتؑ صاحب کا اسی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا از روئے کشف مقدر ہو چکا تھا۔ اسلئے حضور کی نعش اسی بہشتی مقبرہ میں دفن ہو کر اس امر کا زندہ اور قیامت تک قائم رہنے والا ثبوت بنی کہ واقعی یہی بہشتی مقبرہ الٰہی حکم کے ماتحت ہے۔ پس اگر آپ لوگوں کو جیسا کہ آپ زبان سے مدعی ہیں۔ حضرتؑ صاحب کی صداقت پر یقین ہوتا تو آپ کے بعض رکن یہ نہ کہتے۔ کہ "الوؤں کو بہکانے کے لئے یہ مقبرہ ہے"۔ اور باقی تمام اراکین پیغام اپنی خاموشی سے اسپر مہر تصدیق ثبت کرتے۔ بلکہ خدا کی شان کہ بعد ازاں ایسی عقل ماری گئی۔ کہ نقل راجہ عقل پر عمل کرتے ہوئے پاس ہی ایک قطعہ زمین خرید کر مصنوعی بہشتی مقبرہ بنایا۔ جو بقول ان کے الوؤں کا مقبرہ ہے۔ کیونکہ ہمارا بہشتی مقبرہ تو وہ ہے جسمیں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے تمام مہاجرینؓ و انصارؓ موجود ہیں۔ اور حضورؑ کی الوصیت کے مطابق اس میں دفن ہوتے ہیں مگر آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ۔۔۔ بہشتی مقبرہ الوؤں کے بہکانے کے لئے ہوتا ہے۔ اور ظاہر طور پر بھی آپ کی وہ زمین جو مخصوص برائے مقبرہ ہے۔ خالی پڑی ہے۔ گویا اس میں الو بول رہے ہیں بڑے بڑے عمائد مثل خلیفہ رجب الدین اہلیہ خواجہ صاحب فرزند خواجہ و شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ فوت ہوئے۔ مگر آجتک کسی ایک کی نعش بھی یہاں نہ آسکی۔ پس آپ لوگوں کے اس فعل سے صاف ترشح ہے۔ کہ آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کے بہشتی مقبرہ کی الوؤں کا مقبرہ کہکر تضحیک توہین کرنی چاہی تو خدا نے آپ لوگوں کے ہاتھوں سے آپ ہی کے لئے الوؤں کا مقبرہ بنوایا اور اس طرح من ضحک ضحک اور جاہ کن را چاہ در پیش کا مورد بنایا۔ تو جناب ڈاکٹر صاحب اس موقعہ پر جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کے کشف کی اسطرح بیحرمتی کی جا رہی تھی۔ آپ کی غیرت دینی کہاں گھس گئی تھی۔

اور اس سے بڑھکر سنئے!

حضرت عمرؓ پر حملہ

آپ نے لکھا ہے کہ متقی خواب میں شراب دیکھے تو پھر ہم اسکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوں پورا نہیں کر سکتے۔ کہ صبح اُٹھ کر شراب پینی شروع کر دے۔ اس مثال میں درپردہ ایک خطرناک حملہ ہے آنحضرتؐ اور حضرت عمرؓ پر کیونکہ رؤیا منہیات شرعیہ میں نہیں۔ اسلئے اگر خواب میں رؤیا بھی دیکھی جائے اور خواب کو پورا کرنے کے لئے ظاہر طور پر بھی رؤیا ہی دیکھا جائے جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں بلکہ موجب ثواب اور تعمیل ارشاد ہی سمجھا جاتا ہے۔ مگر جناب ڈاکٹر صاحب نے شراب کی مثال دیکر درپردہ یہ حملہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کشف میں دیکھا کہ ان کے ایک غلام نے قیصر و کسریٰ کے سونے کے کڑے پہن رکھے ہیں۔ تو جیسا کہ عام طور پر تعبیر رؤیا میں سونے سے مراد بیماری لیجاتی ہے۔ حضرت عمرؓ اس سے روحانی معنے سمجھ لیتے۔ مگر آپ کے اصول کے برعکس باوجود منہیات شرعیہ ہونے کے کہ مرد کو سونا پہننا حرام ہے۔ جیسے شراب اپنے عہد خلافت میں کسریٰ کے سونے کے کڑے محض اس کشف کو پورا کرنیکے لئے پہنا دے ظاہر بینوں کی نظر میں تو ان کا یہ فعل ضرور قابل اعتراض ہوگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس وقت کے یہودیوں اور عیسائیوں اور منافقوں نے آپ کی طرح جرأت کر کے اعتراض کیا بھی ہو۔ مگر حضرت عمرؓ کے وجد اور عشق اور جذبہ کی کیفیت کو کچھ اہل جذبہ اور اللہ والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہر کہ دمہ کا کام نہیں کہ سمجھ سکے۔ ؎

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

یاد رہے کہ حضرت عمرؓ وہ انسان ہیں کہ جن کے حق میں بوجہ ان کے اعلےٰ درجہ کے تفقہ فی الدین کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر یعنے میرے بعد بھی کوئی میرے جیسا نبی آنیوالا ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ اتنا جلیل القدر اور تفقہ فی الدین رکھنے والا انسان اگر کشف نبوی کو ظاہر طور پر پورا کرنیکے منہیات شرعیہ کو ایک وقت استعمال کر سکتا ہے۔ اور وہ آپ کے نزدیک قابل اعتراض نہیں۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر کے کارکن نے اگر جائز اور حلال چیز کشف کے پورا کرنے میں استعمال کی تو کون سا کفر لازم آیا

حضرت ابراہیمؑ پر حملہ

ایک مختصر سی مثال اور دیکر مضمون کو سردست ختم کرتا ہوں۔ وہ مشہور و معروف مثال ہے جسکی طرف اشارہ کرنا ہی آپ جیسے تیز فہم انسان کیلئے کافی ہے وہ واقعہ وہ ہے۔ جسکو قرآن کریم نے بطور نمونہ اور اُسوہ کے بڑے زور بڑے فخر سے بیان کیا ہے یعنے ایک بہت بڑے انسان نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ تو اب آپ کی ظاہری شریعت کے مطابق قتل نفس کبیرہ گناہ ہے۔ مگر آپ صبح اُٹھتے ہی پہلا کام یہی کرتے ہیں۔ کہ اس بیٹے کو بکرے کی طرح لٹا کر چھری پھیر رہے ہیں۔ نہ باپ کو خیال آتا ہے۔ کہ کشف کی تعبیر ہوا کرتی ہے۔ نہ بیٹے کو بلکہ بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ اسلم تسلم کا نظارہ ہو رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اس وقت کے کفار۔ فجار۔ اور اشرار بھی آپ کی طرح اس نظارہ کو دیکھکر اس برگزیدہ انسان پر ہنسی اڑاتے ہوں گے۔ مگر خدا علیم و بصیر کو وہ نظارہ کچھ ایسا بھا گیا کہ اسکو بطور اُسوہ ہمیشہ کے لئے قرآن میں ذکر کیا۔ کہ قد صدقت الرؤیا۔ اب فرمایئے جناب ڈاکٹر صاحب ان پاک مثالوں پر آپکی فرضی غیرت اور حمیت کیا فتویٰ دیتی ہے۔

اُمید قوی ہے۔ کہ ان چار مثالوں سے آپ کی کافی تسلی ہو جائیگی۔ آپ کی ہو یا نہ ہو۔ مگر میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ ایک شریف الطبع اور سلیم القلب انسان کے لئے تو ان چار مثالوں میں سے کوئی ایک بھی کافی ہے۔ اگر آپ اب بھی مرغے کی ایک ٹانگ کہتے جاویں تو یہ آپ کی طبیعت ثانی ہے۔ "میں نہ مانوں" کا علاج تو میرے پاس نہیں۔

آخر میں جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ اس مضمون کو ٹھنڈے دل سے البادی اظلم کو مدنظر رکھ کر ایک بار پھر پڑھیں پھر پیغام صلح کے اس مضمون کو پڑھیں۔ جسکا یہ جواب ہے مجھے ابھی تک آپکے متعلق یہ حسن ظن ہے۔ کہ آپ بلا خوف لومۃ لائم صحیح بات کی تصدیق اور غلط بات کی تردید کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ اس لئے آپ جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی اپنے حاشیہ نشینوں کو بدلگامی کے بند کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اب بھی ایک بار اور کر دیں کیا ہوا کہ آپ کے خسر ہیں۔ آخر آپ بھی ان کے امیر ہیں۔ خواہ دو ووٹوں کا اختیار اور طاقت ہی سہی آخر کچھ تو ہے۔ پھر اب آپ کو خسر صاحب سے مزید طمع اور لحاظ کس امر کا ہے۔ آپ مثل سابق خوب ڈانٹ کر انکو سمجھا دیں۔ کہ یہ طریق اور طرز اب چھوڑ دیں۔

۱۴ ۳/۲۵ خاکسار فخر الدین احمدی ملتانی

احباب سے درخواست

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار بعہد خلافت ثانیہ دارالامان قادیان سے نکلا وہ فاروق ہے اور ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ یہ قومی پرچہ اس قابل ہے کہ ہر ایک فرد آئندہ احمدی کے ہاتھ میں ہو۔ ہمیں اندرونی (پیغامی اور غیر احمدی) اور بیرونی (آریہ اور عیسائی) مخالفین سلسلہ کے حملوں کا نہایت زبردست دلائل سے دفعیہ کیا جاتا ہے۔ باوجود اس کے قیمت سالانہ صرف چار روپیہ ہے جو کم استطاعت احباب سے دو بار چھ چھ ماہ میں دو دو روپیہ کر کے بھی باقساط وصول کی جاتی ہے۔ اس قومی پرچہ کی امداد ہر احمدی کا فرض ہے۔ صرف ۵ ماہ خرچ کر کے آپکو اعلےٰ مضامین سے پُر اخبار ہفتہ وار ملتا رہیگا۔ اور اشاعت سلسلہ کا ثواب نفع میں حاصل ہوگا۔ کیونکہ جسقدر زیادہ اس پرچہ کی اشاعت ہوگی۔ اسی قدر تبلیغ سلسلہ بڑھتی جائیگی۔ اور یہ زمانہ تبلیغ کا ہے۔ جو اخبارات سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ لیکن مجھے تعجب اور افسوس ہے کہ آں مکرم کا اسم گرامی رجسٹر خریداران فاروق میں درج نہیں۔ میں آپکو سلسلہ کا ہمدرد سمجھ کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ بواپسی ڈاک مجھے اجازت دیں۔ کہ یہ پرچہ آپ کے نام فوراً جاری کر دیا جائے اور اطلاع بخشیں کہ کب چندہ کا وی پی حسب حیثیت سالانہ یا ششماہی کا آپکے نام بھیجا جائے۔ امید ہے کہ آپ اس کے جواب باصواب سے جلد از جلد خاکسار کو مشکوری کا موقعہ بخشینگے

والسلام

مینجر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک آریہ سے تحریری مباحثہ

مکرمی ڈاکٹر عطا محمد صاحب میڈیکل آفیسر مہاراج گنج نے ایک آریہ مہاشہ سے قدامت روح پر تحریری مباحثہ کیا تھا جو ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

آریہ کا سوال اور ڈاکٹر صاحب کا جواب

سوال۔ روح کیا ہے اسکی تعریف کیا ہے۔ اس کی پہچان کیا ہے؟۔

جواب۔ یہ جو اوپر والا سوال ہے۔ میری دانست میں جیسے کہ اُسکا مفہوم میری سمجھ میں آیا ہے۔ ایک ہی سوال ہے۔ کیونکہ کوئی چیز کیا ہے؟ اور پھر اسکی پہچان کیا ہے؟ اور اسکی تعریف کیا ہے؟ یہ سب ایک ہی بات ہے؟ مثلاً انسان کیا ہے؟ اور اس کی تعریف کیا ہے؟ کیونکہ کسی کی تعریف اس کے پورے معنوں میں تب ہی ہوگی جب اسکی پہچان بھی اس کے اندر ہو۔ "کیا" سے مطلب میری دانست میں تعریف اور پہچان ہی ہے۔ یا یوں کہو کہ روح کی حقیقت کیا ہے جسمیں اسکی پہچان اور ہیئت اور تعریف بھی آجاتی ہے میں اس سوال کا جواب اپنی الہامی کتاب سے دیتا ہوں تاکہ بلا وجہ وکالت رائیگاں ثابت نہ ہو کیونکہ اگر کسی مذہب کی الہامی کتاب کسی سوال کا جواب نہ دے سکے تو اس کتاب کے ناقص ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے اس طرح سے آپ بھی جو کچھ بیان کریں اپنی الہامی کتاب سے یا جسکو آپ مستند کتاب سمجھیں۔ یا مانیں جو ناقص نہ ہو خواہ کسی کی بھی وہ کتاب ہو۔ اُس سے کریں۔ لیکن وکالت کسی کتاب کی کرنا یا کسی مذہب کی کرنا۔ جو خود تو خاموش ہو بلا وجہ وقت ضائع کرنا ہے۔ اور ایسی خاموش کتاب کسی صورت میں ماننے کے لائق نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر آپ کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔ تو جس طرح چاہیں میرے جواب پر اعتراض کریں پس اس سوال کا جواب قرآن شریف سے یہ ہے۔ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ الجزو ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل۔ ترجمہ۔ اور کفار تجھ سے اے محمد صلعم) پوچھتے ہیں کہ رُوح کیا ہے؟ کس چیز سے ہے اور کیونکر پیدا ہوئی ہے؟ انکو کہدے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ روح اللہ کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے یعنی روح اللہ کی صفت ربوبیت سے بنی ہے۔ رب آسمان کے اس اوپر والے حصہ کو بھی کہتے ہیں۔ جو ایکٹر روس سے لبریز ہے۔ گویا روح طاقت اور بجلی کی محدود حصہ کو کہتے ہیں۔ اور ربوبیت کا ترجمہ ہندی میں اکاش ہے۔ گویا روح اکاش سے بنی ہے اور اکاش سُن یعنے اُسکی صفت احدیت سے بنا۔ اور احدیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ سوائے اللہ کے (یا ادم کے یا رام یعنے ہر ایک چیز میں رمے ہوئے کے۔ یا یوں کہو۔ کہ ہر ایک کی جان کے۔ یا روح رواں کے یا جوہر کے۔ یا پرمیشر کے) اور چیز نہ ہو۔ یا یوں کہو کہ فقط ایک اللہ کے اور کوئی چیز ہستی نہ رکھتی ہو۔ کیونکہ خدا قائم بالذات ہستی ہے۔ اور اگر کوئی چیز سوائے اس کے ہستی رکھتی ہو۔ تو گویا وہ چیز اس نے نہیں بنائی۔ جب اس نے اس کو نہیں بنایا۔ تو اسکا علم بھی اسکو نہیں ہے اگر علم ہے تو کامل علم کے لئے عمل ضروری ہے یعنی پورے علم کیلئے ضروری ہے کہ جس چیز کا علم پورا ہو وہ چیز بنجائے۔ یعنی کامل عالم ہر ایک چیز بنائے۔ اگر وہ چیز اس سے نہیں بنتی تو اللہ یا ادم یا رام بیعلم اور ناقص اور بے قدرت اور ہر جگہ نہیں ہے کیونکہ جو چیز اس کے علم سے باہر ہے۔ وہیں تک اسکی حد ہے ناقص ہونا اور بیعلم ہونا اور بے قدرت ہونا اور سر دست ایک نہ ہونا اللہ جو ایک یعنی لاثانی ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ کے خلاف یا دور دھ ہے۔ لہذا اللہ کی صفت احدیت یعنی سوائے اس کے کوئی چیز نہ ہو یعنی سُن ہو ثابت ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے پاور (طاقت) یا تیج کے میٹر یا روح نہ ہو۔ چونکہ اس کا سبھاؤ ہے کہ ظاہر ہو جیسے کہ اس کا سبھاؤ ہے کہ سُن یعنے احدیت میں بھی ہو۔ یا صرف تیج ہی تیج ہو۔ سو اسنے اپنے سبھاؤ سے اُس میں ظاہر ہونیکا ہے اپنی صفت ربوبیت یا اکاش کا ظہور کیا۔ یہ کیسے ہوا اس طرح سے ہوا۔ کہ پہلے اُس نے مفرد یا روح کو بنایا اس مفرد یا روح کے بنانے کا نام جو اس نے تیج سے یا امر سے بنایا۔ اس کے ظاہر ہونیکا سبھاؤ یا اس کی صفت ربوبیت ہے۔ گویا روح اللہ کی صفت ربوبیت کا پرتو ہے یا اللہ کے ظاہر ہونیکا نام ہے۔ یا یوں کہو امر یعنی حکم اسکے ظاہر ہونے کے سبھاؤ کیوجہ سے یا امر ربی کیوجہ سے ہے یا اُسکی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے جتنی قدرت یا تیج اس ایک مفرد کے بنانے کیلئے کام میں آئی اسکا نام رُوح ہے وہ روح اللہ کی طرح لامحدود نہیں ہے۔ یعنی وہ مفرد یا روح اللہ کی ساری قدرت سے نہیں بنی۔ یعنی وہ بذات خود اللہ کا سارا ہی تیج نہیں ہے۔ مثلاً ہم نے تیج یا قدرت یا علم سے مٹی کی ایک چھوٹی سی چیز بنائی۔ یہ ہماری اس سے بڑی قدرت کا نتیجہ ہے۔ اور ہماری ساری قدرت اور تیج کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم مٹی سے اپنے جیسا آدمی بنالیں۔ گویا ایک آدمی ہم اور بنالیں۔ کہ اس میں اور ہم میں فرق نہ ہو۔ یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ جو بنانے والا ہے وہ ہر صورت میں اپنی مخلوق سے بڑا ہی ہوگا۔ اور یہ ہماری صفت توحید یا لاثانی پن کے خلاف ہے گویا اللہ یا ادم یا رام اتنا تیج جس نے مفرد کو بنایا۔ وہ گویا اس مفرد کی روح ہے۔ اور اس میں آواز ہے اسلئے کہ اللہ کی صفت کا پرتو ہے۔ اس تیج اللہ یا روح یا مفرد (جو روح یا جیو روح یا تیج سے پہلے پہل بنا ہے) کا نام آکسیجن ہے۔ پھر آکسیجن سے ہیڈروجن تیج سے بنائی ہے پھر دو حصے ہیڈروجن اور ایک حصے آکسیجن کو ملا کر اپنے تیج سے پانی بنا دیا۔ جیسے کہ آجکل علم طبعی والے دو حصے ہیڈروجن اور ایک حصے آکسیجن کو کسی خلا میں ملا کر بجلی سے پانی بنا لیتا کرتے ہیں۔

بجلی اسکی تیج یا قدرت ہے۔ پھر پانی سے زمین بنائی اور پھر اکاش جو سُن کے ہم رنگ ہے۔ جو پہلے تھا بنایا۔ پھر زمین پر گھاس اُگایا۔ پھر آسمان میں تارے سورج۔ چاند وغیرہ بنائے۔ پھر پانی کے جانور اور چار پائے بنائے۔ اور پھر انسان بنایا۔

یہ گھاس اور جانور وغیرہ اور انسان کیسے بنائے؟ چونکہ میٹر جو اس روح یا تیج سے (جو محدود ہے خواص میں پرمیشر کی نسبت) بنا ہے۔ اور محدود ہونیکی وجہ سے کارج بھی ہے۔ یعنی کارن اس کا اللہ ہے اور نیز اس میں پرمیشر کی شکتی یا روح یا جان یعنی جرمینل سیل ہے۔ تو میٹر پانی

صدائے بازگشت

ہماری ساری قدرت اور تیج سے نہیں ہے بلکہ اس میں پرمیشر کی قدرت اور تیج کا بھی دخل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہوا اور آگ و اجرام کاش سے یا انکی صفت ربوبیت سے حسب استعداد میٹر گھاس یا جاندار یا جانور یا رینگنے والے یا چار پائے اور آدمی بن گئے۔ جیسے کہ بارش سے روئیدگی اُگ جاتی ہے۔

اس سوال کا جواب کہ کیسے میٹر سے جیو پیدا ہو گیا یہ اس طرح سے ہوا کہ جیسے انسان کے تھیسٹی میں جو صرف مادہ مادہ ہی ہوتا ہے۔ ایک جاندار کیڑا بن جاتا ہے اُسکو سپرٹیوزوآ کہتے ہیں۔ وہ اللہ کی تیج یا قدرت جس سے میٹر بنا تھا۔ اور وہ حسب الحکم منشا الٰہی بولتا ہی تھا۔ پھر میٹر بنانے کے بعد اس کی حکمت کے مطابق وہ روح کوئی بولتا ہے۔ ظاہر طور پر جیسے کہ ہم اور آپ (جیو اللہ کا حکم یا امر کا پرتو یا ظہور ہے۔ جو دیکھنے میں آتا ہے یہ گویا وہ روح یا کلام اللہ کا یا امر اس کی ربوبیت کا جو سن میں تھا۔ یا اسکی صفت احدیت سے نکلا وجود پذیر ہوا ہے یا یوں کہو اللہ ظہور میں آیا۔ ہر ایک میٹر میں جیو بننے کی قابلیت ہے۔ اور میٹر میں جان ہے) اور کوئی ایسے بولتے ہیں کہ ہم ان کا بولنا سن نہیں سکتے۔ اور کوئی ادھر اور ادھر چیخ و پکار کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ روحیں ایک ہی قسم کی نہیں ہیں گو یہ ایک ہی نور سے یا اللہ یا رام کی ہی بنائی ہوئی ہیں۔ ایک روح تو وہ ہے جو اشرف المخلوقات انسان میں ہے۔ اور ایک روح وہ ہے جو اور جانداروں میں ہے۔ اور یہ روح ترقی پذیر نہیں ہے یعنی اخلاق کی قابلیت اس روح میں نہیں ہے۔ اور ایک روح نباتات میں ہے۔ جسمیں بولنے کی طاقت ہم جیسی نہیں گو جان ہے۔ اور عمل کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔ اور یہ فرق کیوں ہے۔

تاکہ امور معاشرت اچھی طرح سے چل سکیں۔ ہم بھی حکمت کے مطابق کسی جگہ باورچی خانہ بناتے ہیں۔ کسی جگہ نہانیکیلئے غسل خانہ بناتے ہیں۔ کسی جگہ بیٹھک بناتے ہیں کسی جگہ پاخانہ بناتے ہیں وغیرہ کسی جگہ سونے کی جگہ بناتے ہیں حالانکہ مالکیت کے لحاظ سے ہماری زمین برابر ہے لیکن حکمت کیوجہ سے کسی جگہ کچھ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ ہمارے امور روزانہ اچھی طرح سے ہوتے رہیں۔

اگر کوئی کہے۔ کہ تیج سے یا قدرت سے یا طاقت سے کیسے میٹر بنگیا؟ ایسے جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ گیس سے سیال اور سیال سے ٹھوس بن جاتا ہے لیں ہوا سے پانی اور پانی سے برف بن جاتی ہے یہ گویا پاور سے ہی ہوتا ہے۔ اس طرح پاور سے میٹر اور میٹر سے جیو یعنی روح جو پہلے تھی اور نظر نہیں آتی تھی۔ جم کر اپنے اظہار دکھانے لگی۔ یا یوں کہو کہ اللہ کی بعض صفات ظاہر ہونے لگیں۔ اب میں پھر بیان کرتا ہوں کہ میٹر کا ایک ذرہ یا ایٹم یا پرمانو جو پہلے نہ بلنٹے جانے والا خیال کیا جاتا تھا۔ اب نئی سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایک ایٹم میں کئی الیکٹرون (بجلی یعنی پاور ہے۔ پس بجلی یا پاور یا تیج سے (جو بولتی ہے) ایٹم بنا ہے۔ اس لیے بولنے والے کو جو جیمی جیو ہو کر بولتا ہے۔ رُوح کہتے ہیں۔ خواہ بولنا سنائی دے یا نہ دے۔ اور ہر ایک جیو یا رُوح اللہ یا رام کی صفات کے ظل ہیں۔ ۔ ۔ ۔ (باقی ہے)

ایک اعتراض کا جواب

حمل کا استعارہ کُتب الٰہی میں

بعض نادان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت پر جو آپ نے کشتی نوح اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ کے حاشیہ پر لکھی ہے۔ کہ خدا نے مریم نام رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی۔ اور پھر فرمایا کہ رُوح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبے کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس طرح مریم سے عیسےٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ تمسخر اور ہنسی کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ کس طرح حمل ہوا۔ اور پھر کس طرح بچہ جنا وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ حضرتؑ نے اس عبارت کو مطابق سورۃ تحریم کے جہاں اس اُمت کے نیک و پاک لوگوں کو امراۃ فرعون اور مریم سے تشبیہ دی ہے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور اس کے متعلق صاف لکھا کہ "اس جگہ خدا تعالےٰ استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے۔ کہ جب اس مامور میں مریمی مرتبہ سے عیسیٰؑ کے مرتبہ کا تولد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو درد زہ سے رکھتی ہے اس کو امت کی خشک جڑھ کے سامنے لائی۔ جنمیں فہم و تقوٰی کا پھل نہیں تھا۔ اور وہ طیار تھے۔ کہ ایسا دعوٰی سنکر افترا کی تہمتیں لگا دیں اور طرح طرح کی باتیں اس کے حق میں کریں۔

چونکہ حضرتؑ کی اس عبارت میں حمل کا استعارہ بیان کیا گیا ہے۔ اور نادان مخالفین اپنی جہالت کیوجہ سے حمل کے استعارہ کو مستبعد سمجھتے ہیں۔

اس لئے طالبان حق کیلئے کتب سابقہ سے دو حوالے پیش کرتا ہوں۔ جنمیں حمل کا استعارہ بیان کیا گیا ہے تا ان پر یہ بات کھلے کہ حضرت اقدسؑ نے کوئی غلط استعارہ نہیں بیان کیا۔ بلکہ کتب سابقہ میں بھی ایسا بیان کیا گیا ہے۔

زبور ۷، ۱۳ تا ۱۴ "اور اس نے اس کے لئے موت کا سامان تیار کیا وہ اپنے جلتے ہوئے تیر بناتا ہے دیکھو اسے بدکاری کے درد لگے۔ اور مشقت کا اسے پیٹ رہا۔ اور جھوٹ کو جنتا ہے"

ایوب ۱۵ آیت ۳۴۔ ۳۵

"ریاکاروں کا خاندان الٹ جائیگا اور آگ رشوت خوری کے ڈیروں کو جلا دے گی۔ انہیں زیانکاری کا حمل ہے۔ اور شراب جنتے ہیں ان کے پیٹ میں فریب بنتا ہے"

امید ہے کہ مندرجہ بالا دو حوالوں کو دیکھکر معترضین آئندہ کے لئے اگر ان میں کوئی ذرہ حیا کا ہوا۔ تو ایسے تمسخر سے باز آئیں گے۔

عبدالاحد مولوی فاضل

(سری نگر، کشمیر)

کیا آپ نے اخبار فاروق کیلئے کوئی جدید خریدار دیا اگر نہیں دیا تو آپ اب کم از کم ایک خریدار عطا فرما کر ثواب حاصل کریں (مینیجر فاروق)

م ہونے میں امرگو ایٹم کی الیکٹرون سے مگر بنا ہے اور ایک الیکٹرون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مرزا قاسم علی نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا۔

ایک غیر احمدی کے اعتراض کا جواب

جناب خانصاحب محمد زمان خاں رائے پوری لعد ماوجب گذارش ہے۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ جناب مرزا غلام احمد پر کئی قسم کے اعتراض کر دیئے اس کے جواب میں عاجز نے چند اقوال ائمہ دین سلف صالحین پیش کئے تھے۔ جو بعینہٖ حضرت مسیح کے کلام کے مطابق تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تو جناب نے ان بزرگوں کو بھی ویسا ہی کوسا۔ اور کہا کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی ایسا کلمہ نہیں بولا ورنہ قرآن وحدیث سے ثبوت دو۔ لہٰذا یہ چند حوالے پیش کئے دیتا ہوں:

اوّل۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ یعنے جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ سورہ انفال میں فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اسی طرح سورہ زمر میں فرمایا۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً لے نبی کہدو۔ اے میرے بندو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جو یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہ بخشدیگا۔ سورہ انفال میں یہ بھی فرمایا۔ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ سورۃ ق میں ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ کہاں تک لکھوں آپ غور کرینگے تو انشاء اللہ بہت سی ایسی مثالیں آپ کو مل جاوینگی صحیح بخاری دفتر چہارم صفحہ ۶۳ میں نوافل سے ایسا قرب آدمی کا بیان کیا۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کے ہاتھ پاؤں کان آنکھ وغیرہ بنجاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک مرد سے کہیگا۔ میں بیمار ہوا تو بیمار پرسی کو نہ آیا وہ عرض کریگا تو کب بیمار ہوا تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ اگر تو وہاں جاتا تو مجھے وہاں ہی پاتا۔ پھر کہیگا۔ کہ میں نے تجھ سے روٹی مانگی۔ تو نے نہ دی۔ وہ کہیگا۔ تو نے کب روٹی مانگی تو تو رب العالمین ہے۔ خدا تعالیٰ فرمائیگا میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا۔ اگر تو اسکو کھلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا۔ اسی طرح پھر کہیگا۔ میں نے پانی مانگا تو نے نہ دیا۔ وہ پھر ویسے ہی عرض کرے گا تو نے کب پانی مانگا۔ حکم ہوگا میرے فلاں بندے نے پانی مانگا۔ تو نے انکار کیا۔ اگر اسکو پانی پلاتا۔ تو میری طرف سے اس کا اجر ملتا۔ حکیم صاحب تعصب کو دور کر کے دیکھو۔ تو حضرت مرزا صاحب کی شان آپ کو بہت اعلیٰ وارفع نظر آئے گی۔

راقم الحروف جلال الدین احمدی مبلغ اسلام
مقیم بنگلہ گھنو ڈاک خانہ ملی گنج ضلع ایٹہ

مختصر فہرست کتب فاروق بک ایجنسی

ختم نبوت کی حقیقت اس رسالہ میں حدیثوں سے نبوت احمدیہ کا ثبوت دیا گیا ہے اور حدیث لا نبی بعدی اور ایسی ہی دیگر حدیثوں کا جواب تفصیل درج کیا ہے۔ جنکو غیر احمدی مولوی مانع نبوت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ بڑی کتاب ہے جس کے صرف پانچ دس نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ احباب منگالیں ورنہ پھر یہ کتاب نہ ملیگی۔ اسکی قیمت ایکروپیہ اور محصول ڈاک ۶ر ہے

النبوۃ فی خیر الامۃ۔ یہ وہ مشہور کتاب ہے کہ جو اداء نبوت فی خیر الامت کے ثبوت میں خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ایکہزار روپیہ انعام کے وعدہ پر قرآن مجید کی آیات سے شائع کی تھی۔ جسمیں آیت خاتم النبیین پر سیر کن بحث کیگئی ہے اور قرآن مجید کی صریح آیتوں سے آنحضرت صلعم کے بعد اُمت محمدیہ میں نبی کا آنا ثابت کر کے مخالفین کے کل اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔ نایاب ہے۔ چند نسخے باقی ہیں قیمت فی نسخہ ۸ر محصول ڈاک ۴ر

پتہ
فاروق بک ایجنسی قادیان۔ ضلع گورداسپور

دعوۃ تبلیغ کا ایک ضروری اعلان

دفتر دعوۃ وتبلیغ کو ایک مدت عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی مبلغ یہاں سے باہر کسی جگہ کسی مناظرہ کیلئے جاتا ہے۔ تو ایک خاصہ بڑا ٹرنک کتابوں کا اپنے ہمراہ لیجانا پڑتا ہے۔ اس کے دو بڑے نقصان ہیں ایک تو لائبریری تالیف وتصنیف کی کتابیں بار بار باہر جانے سے خراب ہوتی ہیں۔ دوسرے اس بوجھ کے یکہ گاڑی وقلیوں وغیرہ کے اخراجات اور کرایہ ٹمٹم یا موٹر پر ایک خاصی رقم خرچ ہو جاتی ہے۔ پھر یہ ایک لمبا بوجھ بھی ہے۔ جو تبلیغ میں روک کا موجب بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اگر مبلغ خالی ہاتھ ہو یا اس کے پاس صرف چند کتابیں ہوں جو ہاتھ میں لئے پھرے۔ تو اس صورت میں وہ مقام مناظرہ یا جلسہ سے فارغ ہو کر اس کے قریب دیہات اور جماعتوں کا دورہ بھی کر سکتا ہے لیکن جب اس کے پاس اتنا بڑا بوجھ ہو۔ تو وہ ایسی جگہوں میں بوجھ کی وجہ سے نہیں جا سکتا پس اس دقت کو دور کرنیکے لئے میرے ذہن میں یہ تجویز آئی ہے۔ کہ تمام احمدیہ جماعتیں حضرت مسیح موعودؑ اور حضور خلفائے علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ کے دیگر اکابر کی تصنیفات اپنے پاس رکھیں اور علاوہ ان کتب کے مناظرہ میں کام آنیوالی دیگر کتب بھی مثلاً بخاری مسلم فتح الکرامہ وغیرہ اگر ہر ایک جماعت میرے اس اعلان پر توجہ کرے۔ اور انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ ضرور توجہ کریگی۔ تو اس کے کئی فوائد ہیں۔ اوّل اخراجات میں تخفیف دوم مبلغ کیلئے سہولت سوم جماعت کو لٹریچر کا شوق اور لائبریری بنانے کا اشتیاق۔ اور چوتھا زبردست فائدہ اس کا یہ ہوگا۔ کہ اپنی لائبریری تبلیغ کا بھی مفید ذریعہ ہو سکتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتوں کے اراکین اس ضروری اعلان پر فوری توجہ فرمائینگے۔ اور مقامی چندوں سے اس مقصد کو پورا کرنیکی کوشش کرینگے۔ یہ ضروری نہیں کہ تمام کتب ایک ہی بار خریدی جائیں بلکہ حسب استطاعت رفتہ رفتہ خریدی جا سکتی ہیں جو جماعتیں اس کام کیلئے تیار ہوں۔ اُن کے اُمرا یا سیکرٹریان تبلیغ آخر اکتوبر تک مجھے اطلاع دیں۔ والسلام۔

محمد دین
قائمقام ناظر دعوۃ تبلیغ۔